نظرات

۱۵ راگست کا دن تمام ہندوستانیوں کے لئے فخر و مسرت کا دن ہے کہ اس دن ہندوستانیوں کی عظیم جدوجہد اور قربانیوں کی بدولت ہندوستان کو آزادی نصیب ہوئی تھی۔

۱۸۵۷ء میں انگریز سامراج نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی آڑ میں بالآخر ہندوستان پر ہی اپنا قبضہ کر لیا تھا اور اپنے اس قبضہ کو بنائے رکھنے کے لئے وہ مختلف پینترے بازی کرتے رہے۔ ہندو مسلمان کے درمیان میں تفریق پیدا کی اور جو تاریخ مغلیہ سلطنت کی ہندوستان میں رواداری محبت وشرافت اور سب کے ساتھ مساویانہ سلوک کی تھی، اسے اُلٹ کر ایک دوسری ہی تاریخ گھڑ دی گئی جس میں مغلیہ سلطنت کے مغل حکمرانوں کی رواداری، وسیع النظری، فراخدلی کو بے انصافی اور دوسرے مذاہب کے ساتھ ناروا سلوک میں بدل دیا گیا، جن مغل حکمرانوں نے تمام رعایا کے ساتھ انصاف کا دامن تھامے رکھا انھیں ظالم حکمراں کے نام سے تاریخ میں لکھوا دیا گیا۔ جن مغل حکمرانوں نے اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق دوسرے مذاہب کے احترام کو ہمیشہ فوقیت دی اور ہر سہولت انھیں بہم پہنچائی۔ اگر انھیں اپنی عبادت گاہوں، پوجا پاٹھوں، مندروں شوالوں، گوردواروں اور مٹھوں کی تعمیر کی ضرورت پیش آئی تو سرکاری خزانوں سے انھیں تمام مال واسباب کے ساتھ زمین وجگہ بھی ان کے حسب خواہش وضرورت مہیا کئے گئے، ان کی اس نیکی وفراخدلی کو انگریز سامراج نے ہندوستان پر اپنے قبضہ واقتدار کو ایک طویل مدت تک برقرار رکھنے کے لئے، بڑی ہی تیاری کے ساتھ اس کے علی الرغم تاریخ میں مذکور کرا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بھولے بھالے اور

سادہ لوح عوام نے مغل حکمرانوں کے خلاف اپنے دل و دماغ میں ظالم و جابر اور نا انصاف ہونے کا تصور بٹھا لیا، جس سے ہندو مسلمان دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے اور وہ انگریز حکمرانوں کو اسی ایک وجہ سے کسی حد تک برداشت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

ظلم و عیاری اور مکاری کی مدت زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکی۔ ہندوستانی دانشمندوں کا طبقہ اٹھا اور اس نے انگریز سامراج کی مکاری سے عوام الناس کو آگاہ کیا دیکھتے ہی دیکھتے عوام الناس کا بہت بڑا اجماع انگریز سامراج کے خلاف اور اپنے ملک کی آزادی کے لئے میدان عمل میں کود پڑا کچھ عرصہ بعد موہن چند کرم گاندھی نام کے ایک انسان نے ہندوستان کی آزادی کے لئے تحریک آزادی کے رُخ کو اس خوشگوار طریقہ سے موڑا کہ جہاں انگریزوں نے من گھڑت باتوں سے ہندو مسلم منافرت کی فضا پیدا کی تھی وہاں ہندو مسلم اتحاد کی وہ بے نظیر مشعل دیکھنے کو ملی جس کو دیکھ کر ہر ہندوستانی نے راحت و سکون کی سانس لی، انگریز سامراج دہل گیا۔ اور اسے اپنا بستر گول ہوتا ہوا صاف دکھائی دینے لگا۔

آزادی کے پروانوں کی لمبی قطاریں کھڑی ہو گئیں۔ اور اسی طرح قائدین آزادی کی بھی کثیر تعداد میدان عمل میں مستعد و متحرک نظر آنے لگی۔

مولانا محمد علی جوہرؒ، حکیم اجمل خاںؒ، موہن چند کرم چند گاندھی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، پنڈت جواہر لال نہرو، مولانا ابوالکلام آزادؒ، سردار ولبھ بھائی پٹیل مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ، حضرت مفکر ملت مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ ڈاکٹر سید محمودؒ، مولانا سید محمد میاںؒ، ڈاکٹر پرشوتم داس ٹنڈن وغیرہ نام کہاں تک گنائے جائیں یہ سب نام نمایاں تھے اس وقت بھی جب آزادی کی تحریک اپنے شباب پر تھی اور آج؟ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج جب ہمارا ملک آزاد ہے تو قائدین آزادی تحریک میں چند ہی نام نمایاں رہ پائے ہیں باقی سب نام اسی طرح حذف کر دیئے گئے یا بھلا دیئے گئے جس طرح ایک ناشکر گذار انسان اپنے محسن کی احسان مندیاں فراموش کر دیتا ہے۔

۱۹۹۳ء میں کون یہ باور کر سکتا تھا کہ جب ہم آزادی کی ۴۶ ویں سالگرہ منا رہے ہوں گے تو قائدین آزادی کے یہ نمایاں نام سب بھلا دیئے جائیں گے۔ ایک دو نام صرف اسی لئے یاد رکھے جائیں گے کہ اس سے کچھ لوگوں کے اپنے اپنے مفاد وابستہ ہونگے ملک کی خدمت کے جذبہ میں جنھوں نے اپنی جانیں تک قربان کردیں وہ تاریخ میں بھی مشکل ہی سے جگہ پانے میں کامیاب ہوسکیں گے۔ اسے ہم تاریخ آزادی کا المیہ ہی کہیں گے۔

۱۵ اگست ۱۹۹۳ء کو لال قلعہ میں جھنڈا سلامی کے موقع پر وزیراعظم جناب پی وی نرسمہا راؤ نے قوم کے نام جو پیغام دیا ہے اس میں انہوں نے آزادی ہند کے بنیادی ڈھانچہ سیکولرزم کو بنائے رکھنے کے عزم کا اظہار کیا ہے اور ایسی شرپسند اور ملک دشمن طاقتوں کے خلاف ملک و قوم کے مفاد میں اپنے جذبات کا جسطرح اظہار کیا ہے وہ ستائش کے قابل ہے۔ اور اس سے ہر ہندوستانی کے مزاج کا پتہ چلتا ہے دراصل پچھلے کچھ عرصہ میں ہندوستان میں فرقہ پرستی کا جو زہر پھیلایا جارہا ہے اور جس کی وجہ سے انگریز سامراج کے بوئے ہوئے بیج کی آبیاری کرنے کی ایک خطرناک اور شرمناک سازش کی جارہی ہے اس پر وزیراعظم نے جس زوردار ڈھنگ سے وار کیا ہے اس سے امید بندھتی ہے کہ مستقبل میں ہندوستان میں فرقہ پرستی کو پنپنے کے مواقع مسدود ہوں گے اور جس طرح ۶ دسمبر ۹۲ء کو بابری مسجد کی شہادت ہوئی اور جس کو ہندوستان کی اکثریت نے کسی بھی طرح اچھی نظر سے نہیں دیکھا وہ ہندوستان کے سنہری مستقبل کے لئے خوش آئند ہی ہے۔

وزیراعظم ہند نے خود بابری مسجد کی شہادت کو ہندوستان کے لئے شرمناک بات کہی ہے۔ ہندوستان کی رواداری، وسیع النظری، تہذیب و تمدن اور ہزاروں برسوں سے چلی آرہی ہندو مسلم ایکتا پر دھبہ بتایا ہے۔ اور جس کی وجہ سے تمام دنیا میں عظیم ہندوستان کا سر شرم سے جھک گیا ہے کہکر صحیح معنوں میں انہوں نے ہندوستان کی ہزار سالہ روایات و تاریخ کی ترجمانی کی ہے۔ اسے فرقہ پرست طاقتیں اپنے لئے

وار تنگ سمجھیں گی یا کچھ اور؟ یہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن وزیر اعظم جناب پی وی نرسمہا راؤ نے ۱۵ اگست ۱۹۹۳ء کو جھنڈا اسلامی پر لال قلعہ پر قوم کو خطاب کرتے ہوئے جس مضبوطی و عزم کے ساتھ فرقہ پرستی کے خلاف لڑنے اور ہندوستان کے سیکولر کردار کو قائم رکھنے کی بات کہتے ہوئے اقلیتوں کے حقوق و تحفظ کی جسطرح یقین دہانی کی ہے ہم یہاں اسکا خیر مقدم کرتے ہیں اور بارگاہ عالی میں دعاگو ہیں ہندوستان کی آن و بقار اور تحفظ کے لئے۔ اور ساتھ ہی اس کے بنیادی ڈھانچہ سیکولرزم و ہندو مسلم سکھ عیسائی اتحاد و بھائی چارہ اور سب کے ساتھ مساویانہ سلوک و سب کی خوشحالی و ترقی کے لئے۔

بقیہ : وفیات

اور پھر مسلمانانِ ہند کے نئے نئے قائدین پیدا ہونے شروع ہوئے۔ انہوں نے جسطرح مسلمانوں کی قیادت کی اس سے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے مسلمانانِ ہند کوئی قوم نہیں بلکہ فروخت ہونے والی کوئی شئے ہے لیڈری کی دوکانیں سجائی گئیں اور بالآخر جس کا انجام بابری مسجد کی شہادت کی صورت میں ہوا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔

مرحوم جناب شمس الرحمٰن تویر عثمانی برہان کے نظرات بڑے شوق سے پڑھتے تھے۔ قبلہ ابا جان حضرت مفکر ملت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی رح کے انتقال کے بعد ان کے قائم کردہ ادارہ ندوۃ المصنفین اور رسالہ برہان کے کام کو جس لگن محنت اور کامیابی کے ساتھ مفتی صاحبؒ کے پروگرام کے مطابق جاری و ساری رکھا اسے دیکھ کر مسرت کا اظہار کرتے تھے اور شاباشی کے ساتھ بارگاہِ عالی میں احقر کے لئے دعاگو رہتے تھے۔ گذشتہ جون جولائی ۱۹۹۳ء کے نظرات میں جو حاجی احمد اللہ مرحوم کا واقعہ حسب روایت مرحوم احمد اللہ کے صاحبزادہ حشمت اللہ شائع ہوا تھا اسے پڑھکر تعریفی خط لکھا کہ کشمیری حضرات کے تعریفی جملے سنائے۔ حاجی احمد اللہ مرحوم کشمیری کے لئے کہا کہ ایسے ہی لوگ اسلام کے مبلغ ہیں جو دین کیساتھ بنی نوع انسانی کی خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بندے پر عائد حقوق العباد کو بجالانے کا حق ادا کرتے ہیں۔

(باقی صـ ۱۲ پر)